
AKHBAR
OUDH PUNCH
جلد ہشتم
Volume. VIII
1923
LUCKNOW
۱۹۲۳
اودھ پنچ
लखनऊ

جلد ۸ نمبر ۱۶

مضامین غیر

جمعہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء

قہر طوفاں یا بلا سمجھے
ایسی برسات سے خدا سمجھے
بہ گیا ہائے سارا قصر گنج
دل کو مخلوق کے نہ کیوں ہو رنج

پہلے تو بی برسات خانم تھوڑے سال میں مبتلا تھیں یا تو میاں سیلاب خاں امساک کی بلا میں گرفتار تھے مگر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کو بحران کی شکایت پیدا ہوئی۔ اے حضرت پھر آ دو دو مہینے [illegible] کا اللہ تیری پناہ اور ذرا بھر جانے لینے [illegible] گا گرا [illegible] چیلاے [illegible] جو کچھ [illegible] کی طرح منہ کھول کے ہضم کر لیا لیکن ؎

نہ چنداں مخور کز دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

کی نصیحت پر آج کل کون عمل کرتا ہے [illegible] جیسی ہو بھی توقع کی اور اس خارج شدہ مواد نے عالم کی کثافت میں لتھیڑا۔ اب آپ ہی انصاف کیجیے بھلا جب تخت و دخت ایک ہی مرض میں مبتلا ہو تو غریبوں کا تحمل بڑا کہاں تک ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

دے پانی دے پانی۔ ۱۲ ستمبر سے ۲۲ ستمبر تک اطراف و جوانب کی پوری ناکا بندی ہو گئی مسافروں کا کیا ذکر۔ سرکاری ڈاک بھی بند بعض اہلکاروں سے [illegible] نے کہا کہ اگر کوئی قانون کسی کونسل نے حوادث ارضی و سماوی کے بچاؤ کا [illegible] تو [illegible] لگ گئے۔ پتلی گردن والے [illegible] کا چلتا ہوا جادو ہر وقت آزمایا جاتا ہے۔ حدہ کی نکال کے صدہا سال پہلے کے قوانین نافذ کیے جاتے ہیں کبھی اکٹ ۱۸۸۲ء کبھی اکٹ ۱۹۲۲ء۔

ان میاں ابر خاں سیلاب نواز [illegible] سے کوئی بس نہیں چلتا۔ بیچارے اپنا سا منہ لے کے چپ ہو رہے۔ الغرض آتے ہی آتے گرد و نواح پر پورا قبضہ۔ آبادی کا انتظام مسٹر دریا کے زیر نگرانی۔ زراعت کا اہتمام لارڈ سیلاب کے حیطۂ اختیار میں۔ مکانات و زراعت پر حسب دفعہ ۵۵ و ۶۱ نیلام و بیدخلی کا فارم چسپاں ؎

تجھ کو ہوا دے پاس بجھاتی ہے ہر جگہ
اے شمع آرزو تجھے روشن کہاں کریں

سیکڑوں مکین زیر مکان، تو لاکھوں غرق دریا بلا مبالغہ بیسیوں درختوں پر چڑیوں کے گھونسلوں میں پناہ گزین۔ ارد گرد پانی ہے خود شاخ پر بیٹھے "تیری جی بھیجو" بول رہے ہیں۔ ان سب آفات و آلام کے بعد جو سخت جان بچ رہے ان کا فیصلہ ملیریا صاحب کے سپرد ہوا ؎

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

طرفہ ماجرا یہ ہے کہ پانی جو [illegible] کے بانسوں اونچا ہوا تو غاروں اور بلوں میں بھی گھسا بیٹھا ہے اور سانپ بچھو بلبلا کے اس طرف بھاگے جہاں انسان پناہ گزین تھے۔ خشکی کے جانور ایک تو دو تری کے جانور [illegible] نے گھر بار اور دوسری جانب ہر چہار طرف [illegible] تو یہ [illegible] تباہی اگر قطعہ جانوران خشکی و آبی ہونے سے بچے تو بھوکوں مر رہے ہیں۔ مزدور پیشہ کے واسطے مزدوری کہاں۔ جن کے گھر میں کھانے کو ہے ان کا یہ حال کہ گیلی لکڑیاں اگر اتفاق سے میسر آ گئیں تو جلائے نہیں جلتیں بی بی چولھا پھونکتے پھونکتے عاجز آ گئیں لاکھ نفخت فیہ من روحی کا عمل جاری کرتی ہیں آگ نہیں سلگتی۔ سوتا ہے کی چلن سے [illegible] وہ بھی کنائی کاٹتی ہے۔ دھوئیں سے آنکھیں بہہ [illegible] نتھنوں سے ناک بہ رہی ہے چلیں پٹ پٹا کے بار بار آنسو پونچھتی ہیں جھکی سے پھونکیں ہی کرتی ہیں مگر کچھ بنائے نہیں بنتی۔ آخر بیچاری بانکے جھاڑ کے اٹھ کھڑی ہوتی ہیں کہ کمرا بھاڑ میں جائے کھانا وانا۔ آگ نہ آج سلگتی ہے نہ کل کوئی کہاں تک خرچ ہو نکالے۔ ہو گا۔ میں کیا اپنی ٹانگیں چولھے میں لگا دوں۔ خدا کی مار اس برسات کو آگ لگے ایسے کھانے میں [illegible] میں آگ کی جگہ رنا بھر پانی انڈیل دیا جھکی بیٹھی جھلاتی تھی جھکی کو ستی کا مٹی چادر کے لفافہ میں ملفوف ہو کے پلنگ کے [illegible] میں پڑ رہیں [illegible] قسمت میں نہیں ہے تو پلنگ پر کیوں نصیب ہو۔ پلنگ پلنگ بنا۔ کھٹمل کمینگاہ سے نکلے اور ٹڈی بھر انا ڑی ڈاکٹر کی طرح انجکشن دینے لگے۔ ادھر گھبرا کے ادھر کروٹ لی۔ انھیں مٹھیں جھڑپیں [illegible] آپ جانتے ہیں کہ چھوٹ کے [illegible] اور کسی چیز پر کیوں گرتی ساری جھنجھلاہٹ میاں کی جان پر اترنے لگی۔ گرجیں چمکیں کڑکیں برس پڑیں۔ پھوٹا پڑے اس گھر [illegible] میں [illegible] جنم سے ساتھ ہوا [illegible] نہ کبھی پیٹ بھر کھایا نہ پہنا [illegible] مکان ایسا بنایا ہے کہ ہر برسات میں [illegible] کی [illegible] رہتا ہے آج پھر گری کہ وہ دیوار آ رہی۔ کہا تھا کہ پہلے ہی سے مرمت کروا رکھو۔ ایک نہ سنی۔ تو دیکھا [illegible] نہ جھ اچھا جہاں تک تم سے ظلم ہو سکے کرو۔ ادھر صحن اور چھت دونوں برابر بادل برس کے کھل بھی جاتا ہے چھت کا نزول کسی طرح کم نہیں ہوتا ٹپ ٹپ ٹپ ٹپکا لگا ہے۔ میاں بیچارے سنتے ہیں اور خاموش ہو رہتے ہیں یہ برسات تو ہے نہیں جو کوئی کچھ چارہ کرے یہ تو قہر خدا ہے بھلا اس سے کوئی کیا کر سکے۔ صبح سے شام تک سیکڑوں ٹوٹکے کر ڈالے ایک بھی کارگر نہ ہوا۔ کسی نے ایک سانس میں چالیس قل پڑھ کے درخت میں لٹکائے کسی نے [illegible] رات تارے [illegible] کی چاپ شروع کی کسی نے گدا مسافر بنا کے صحن میں کھڑا کیا۔ کسی نے کالی ہنڈیا کا [illegible] آسمان کو دکھایا کسی نے کنواری لڑکی سے ساتھ [illegible] میں [illegible] ایک ٹانگ سے

کھڑی ہوئی اور بکنا شروع کیا۔ چار انڈے چار گڈے چار کر آبلی کو توڑ تازہ مرچ نکل آئے۔ مگر تو یہ دیکھیں دکھوں سے کلاچ ٹلتی ہے۔ افراد خاں کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ ان کو برسنے سے کام ہے قدرتی مشین جاری ہے۔ پانی برس کے کبھی کھل ہی جائے گا سیلاب ہمیشہ یوں ہی نہیں رہے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ آرام بھی میسر ہوگا یا نہیں۔ بظاہر حال کوئی امید نہیں کیا معنی کہ خریف تیار تھی صرف کاٹنے کی دیر تھی۔ رحمت کا نزول جو ہوا تو دھان صاحب ڈبکی لگا گئے۔ جوار کی مدا ایسی بڑھی کہ ڈالی ہی میں پیٹ سے پاؤں نکالے اکھوے پھوٹے یا دانے کھیت میں گرے اور نباتات کی گود بھرائی ہو گئی کونپلیں نکل آئیں۔ پانی مرے اوپچا ہوا تو سڑنے لگیں اب ابھی خاصی پانس تیار ہے۔ ناک نہیں دی جاتی۔ جانور تک اس پر بوسے جاتے ہیں باجرے صاحب کا ماجرا قابل ذکر نہیں ہے

اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

رکاب دار حلوا سوہن کے واسطے گیہوں کی سنک تیار کرتے ہیں یہاں فلکی رکابدار نے لاکھوں من تو خیر و جان اور پختہ جوار کی سنک تیار کردی اور اس سے ایسا شیرہ حلوا سوہن تیار ہوا ہے جو "حلوا خوردن را روئے باید" کا مصداق کسی کو نہیں دیتا۔ اور ترا صاحب ذہنی باگی لگا کے خبل ڈائر کی دم میں بندھے تو پی بنیا خاتم لارڈ ریل کی دہائی دیتی نازل ہوئیں۔ انکی سونڈھی مگر یہاں رکھا ہی کیا تھا جو لے لیتیں۔ گزٹ میں رپورٹیں چھپی ہیں۔ بفضل خدا۔ سیلاب دور ہوا۔ بیماری کا اندیشہ نہیں ہے۔ کافی مدد ہو رہی ہے گھبرانے کی بات نہیں۔ صرف مردوں کی تعداد معلوم کرنے کی فکر ہے۔ باقی خیریت۔ فلاں صاحب نے حاتم کی گور پر لات ماری پہنے ہوئے گنڈے کوڑیاں عنایت فرمائی ہیں۔ یہی بہت ہیں۔ فلاں حاکم صاحب نے گرداب زدہ دورہ فرمایا سیلاب زدہ علاقہ کو نیٹ کی عینک لگا کر خوب دیکھا بھالا۔ "مکھی چھینکے جاتے رہے گھوم گھمارا ہے" امید ہے کہ دریا باندھ دیا اور گھوم گھمارا کے طفیل جلد تر تعمیری کام میں لگا دیا جائے۔

ان صاحب ہوگا۔ جیسے منہ میں چاول ہوتے ہیں بچا بچا کے باتیں کرتا ہے۔ ہمارا ضلع بھی ان تحفوں سے محروم ہے۔ وائسرائے صاحب کے ابر جود عطا میں اتنی ہندوستانیت پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے یکمشت ایکہزار مصیبت زدگان سیلاب کو عنایت فرمائے ہیں خدا نے چاہا تو ان مبارک و محترم نوٹوں کے جزولا یتجزی ہی میں اتنی برکت ہوگی کہ ساری دنیا سے بھر پائی کھائے گی۔ کیا کبھی ایسا نہیں ہوا ہے۔

حسن حبال ایک مرد غریب کثیر العیال دور تھا۔ دن بھر رسی بٹتا شام کو رسی کی قیمت سے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتا تھا عسرت میں بسر ہوتی تھی ایک روز دو شخص تقدیر اور تدبیر پر بحث کرتے چلے آتے تھے ایک نے کہا تقدیر اگر بری ہو تو تدبیر بیکار ہو جاتی ہے۔ دوسرے نے تدبیر کو تقدیر پر ترجیح دی۔ صاحب تدبیر نے کہا دیکھیں امتحان کرتا ہوں سو اشرفیاں حسن رسن فروش کے حوالے کیں کہ اس سے کوئی کام کرو۔ ادھر یہ دونوں رسن فروش کے یہاں سے رخصت ہوئے ادھر میاں رسن فروش نے اشرفیاں دستار میں باندھیں اور اس فکر میں بازار روانہ ہوئے کہ جنس تجارت کا انتخاب فرمائیں۔ دفعتہً چیل نے جھپٹا مارا اور پگڑی لے اڑی سراچہ سرپوش اور دستار دونوں غائب پھر وہی رسی اور وہی شکم کا عمیق چاہ۔ کچھ دنوں کے بعد وہ دونوں دوبارہ حسن حبال کے گھر آئے تو دیکھا ہنوز افلاس کے علامات گھر پر طاری ہیں صاحب تدبیر نے دوبارہ سو اشرفیاں دیں اور کہا اب کی چیل جلوہ نہ کرے۔ غریب نے اشرفیاں لیں اور بھوسی کے گھڑے میں چھپا کے رکھ دیں بی بی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی اتفاقاً کسی ہمسایہ کو بھوسی کی ضرورت تھی بی بی نے گھڑا بمع بھوسی بیچ ڈالی۔ میاں حسن نے دوسرے دن گھڑا نہ دیکھا تو بی بی سے پوچھا حقیقت حال کی رونا دھو کے بیٹھ رہے تیسری بار پھر دونوں شخص وارد ہوئے آئے اور دیکھا تو وہی بات ہے وہی دن صاحب تقدیر نے کہا کہ اب میرے امتحان و تجربہ کی باری ہے

اس نے جیب سے دو پیسے نکالے میاں رسن فروش سے کہا خدا نے چاہا تو اسی میں برکت ہوگی۔ غریب رسن فروش تیسرے فاقے سے تھا۔ مچھلی والے کی دکان پر گیا مچھلی مول لی بی بی صاف کرنے بیٹھیں تو اسکے پیٹ سے لعل شب چراغ نکلا۔ اسکو معلوم نہ تھا کہ یہ کیا چیز ہے مگر سارا گھر روشن ہو گیا تو دل میں خوش ہوئی کہ چلو تیل بتی کی جھنجھٹ سے چھٹکارا ملا۔ قصہ مختصر دو پیسے کی برکت نے ایک دم میں میاں رسن فروش کو لاکھوں کا مالک بنا دیا پڑوسی یہودی نے لاکھ اشرفی کو وہ جواہر مول لیا اور چند ہی روز میں میاں حسن رسن فروش باغ املاک جاگیر مکان کے مالک بن بیٹھے۔ ایک دن جو مالی نے خبر دی حضور کے باغ میں ایک چیل کا گھونسلا ہے اور اس گھونسلے میں ایک پوٹلی رکھی ہوئی ہے۔ غلام کو حکم ہوا کہ درخت پر چڑھے وہ چڑھا اور پوٹلی اتار لایا۔ اب جو دیکھتے ہیں تو وہی دستار ہے جس میں اشرفیاں تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد سائیس نے ایک گھڑا سامنے لاکے رکھا اور کہنے لگا خداوند میری جورو ایک رسن فروش سے جو کر بھوسی مول لائی تھی آج میں نے اس گھڑے کو اونڈیلا تو اس میں سے سو اشرفیاں نکلیں۔ دونوں جھگڑالو دوست اتفاق سے اس وقت موجود تھے دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ہمارے ملک میں سیلاب کی آفت عام ہے جلیل حاکم اعلیٰ اگر مصیبت زدگان سیلاب پر تقسیم کیا جائے تو فی صد لاکھ ایک کوڑی حصہ میں آنے کی ممکن ہے کہ ایک آدھ ٹیڑھی کوڑی ہمارے ضلع کے حصہ میں بھی آ جائے۔ یعنی اگر قسمت نے یاوری کی اور تدبیر فلک نے شتر کی کھائی تو مجھ لوگ دن پھرتے کسا لاکھ اب شاید رمضان کی مبارک ٹیڑھی کوڑی کی دعا کر رہے ہیں کیا سنتے کہ صوبہ کا حاکم بڑے بڑے مقامات کی طرف متوجہ ہے ضلع کا حاکم پھر کہیں تقریب ظہر کہیں رسول ہے رسول کہیں جبرئیل سے جبرئیل کہیں خدا سے۔ بالائی طاقت کی وحی کا منتظر ہے اور ہم "تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ٹی ڈسٹرکٹ ایڈیٹر

اسکی جوتی کو کیا غرض ہے جو مفلس رعایا کی تکالیف کی طرف متوجہ ہو۔ کچھ پٹے سڑکوں کا انتظام کیا تھا پل بنوائے تھے صفائی کی تھی کچھ اب کر گئی۔

لیکن تقدیری تجربہ یہ کہتا ہے کہ ہماری تقدیر راجہ نل کی تقدیر سے دو پتا بدل چکی ہے۔ راجہ نل کے زمانہ میں بارہ سال سوکھا پڑا۔ آسمان سے ایک قطرہ پانی نہ برسا۔ خود راجہ نے بھوک سے بیتاب ہوکے مچھلی کا شکار کیا۔ آگ جلائی مچھلی بھونی پتے پر اُٹھا کے کنارے رکھی خود ہاتھ منھ دھونے لگے۔ بھونی مچھلی اُچھلی اور دریا میں چلتی ہوئی۔ جب سے مثل مشہور ہوئی ؎

"نل راجہ پر جب پڑی بھونی مچھلی جل کو گئی"

خیر جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا۔ ہمارا یہ کام تھا کہ خلقت خدا کی ایذا اور تکلیف دیکھ کے خاموش نہ رہتے۔ اس لیے کچھ بے ربط سی باتیں زبان قلم پر جاری ہوگئیں۔ امدادی کام خوش باوری حسن ظن ہزار ہا سوجھنے کی بدولت مریل جوں کی چال چل رہا ہے۔ ب دریا جو بستیاں تھیں آج اُنکا نام و نشان نہیں۔ اور کیوں ہوتا کوئی جالب توجہ چھتر منزل یا گلشن یا لا مارٹینیر کی عمارت تو یہاں تھی نہیں وہی جھونپڑیاں تھیں یا کچے مکان تھے پانی کے ریلے میں بہہ گئے۔ بعض چھپروں نے اپنے مالکوں کا بیڑا پار لگایا ناؤ کی خدمت انجام دی۔ بعض مکانوں نے اپنے مکینوں کی قبر تیار کی دیوار گری اوپر سے چھت آرہی چلیے فرصت ختم۔ جو کچھ اس دنیا میں بنایا تھا اپنے ساتھ ہی دوسرے عالم میں لیتے گئے۔ مویشی جن پر قوت لایموت کا انحصار تھا فیصدی پانچ شاید بچ رہے ہوں ورنہ نہیں تو اتنی بھی اُمید نہیں۔ جورے آپ کا مقابلہ ہوئے خیر کہاں کر سکتی ہے۔

غرض بیان غم اہل سیل آساں نیست
نکالتے ہست کہ اورا تحمل یاراں نیست

کھیتوں کے نقصان دست گئے ہیں پیمائش سے پتا لگاتے لگانے دیکھیے کب فرصت ملتی ہے۔ بس حضرت پنچ! اب قلم میں چلنے کی طاقت نہیں راہ دشوار گزار ہے۔ دلدل۔ کیچڑ۔ غار۔ نالے بہت ہیں اگر حضرت کلک نے کہیں ٹھوکر کھائی تو اچھا نہ ہوگا ڈرتے ڈرتے بچیں گے یہاں ختم ہوتی لہذا رخصت ہے

پھر ملیں گے اگر زیست آئی

راقم —

ریاض بروری

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ایشیائی شاعری کی موت اور لاٹ صاحب کی نوکری

کسی شاعر نے معشوق کی زبانی عاشق پر چوٹ کی ہے۔

ہم ڈھونڈتے پھریں کہ جنازہ کدھر گیا
مرنے کی اپنے تم نے اُڑائی خبر غلط

واقعی شاعر صاحب دن بھر میں ہزار دفعہ مرتے ہیں گو مریں انکے دشمن۔ علیٰ ہذا القیاس ہمارے کرم لاٹ صاحب کی نوکری اور استعفا۔ الہ آباد کے "لیڈر" کو فار ورڈ میں بجائے نظر آتے ہیں ہر ہفتے خبر اڑا دیتا ہے کہ وہ سیاسی لاٹ صاحب کا زمانہ ملازمت ختم ہوا۔ فلاں فلاں شخص اشخاص لندن میں انکی جگہ پر تاک لگائے منہ پھیلائے بیٹھے ہیں۔ عنقریب ڈاؤننگ اسٹریٹ کے کوہ ندا سے دیا اغنی باغی کی صدا آنے والی ہے۔ اس خوش باور کاغذ اخبار کو یہ نہیں سُجھائی دیتا کہ ابھی ہمارے لاٹ صاحب کو یہاں بہت سے کام باقی ہیں۔ کے آدمی ورکے ہیرو شپ کی انصاف کے گلے میں پھانسی لگا رہ گیا ہے مگوپ کی وفاداری میں سانس باقی ہے مراد آباد ضلع آرہ میں کوہ آتش فشاں نکلنے والا ہے۔ جاپان کو ابھی طرح مدد نہیں پہونچی۔ پانی کا کھیل ختم ہوا۔ آگ کا تماشا دیکھا نہیں۔ بھلا ابھی سے "رفتن" کا صیغہ گردانے کے کیا معنی؟ وصال میں ہجر کیسا؟۔

النصیب یصیب

لکھنؤ کے بھانڈوں کا قول ہے کہ جب عالم ذر میں ذریت وزرا و آلات کی تقسیم ہو رہی تھی تو ازلی خواجہ سراؤں کا رب الفتوح سو رہا تھا آنکھ اسوقت کھلی جب اپنا اپنا حصہ ہر ایک پا چکا تھا۔ مثل مشہور ہے جو سو رہے وہ کھوئے جو جاگے وہ پائے۔ خواجہ سراؤں کے باوا آدم جو پہونچے تو کیسہ خالی تھا۔ ہاتھ ملتے واپس آئے۔ لندن کی اپریل کانفرنس ہفتہ ڈیڑھ ہفتے کے بعد اسپر بحث کرے گی کہ برطانوی راج میں "دیہاں" ہندوستان کے کون سے درجے پورے ہوں گے۔ اور کیا حصہ ملے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہاں رکھا ہی کیا ہے جو ملے گا۔ آلات ذریت افزائی تقسیم ہو چکے کیا ہیں جو کچھ ملا ہے وہی نصیب کا لکھا ہے۔ ونڈی نے کہا "بی بی۔ بی بی۔ عید آئی" بی بی نے کہا "پھر مجھے کیا مجھے اپنی ٹھیا روٹی سے کام"۔ ڈاکٹر سپرو یہاں سے تو چلے "سیری شد" مگر وہاں پہونچتے ہی سو غل تقریبوں اور دعوتوں میں پھنس گئے اب طبیعت پر ہے معالج کہتا ہے کہ بجز سرکاری تقاریب کے اور کسی ناشتہ شکن دعوت میں نہ جاؤ۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی بیماری نہیں ہے ہندوستان کے ضعف معدہ کی دلیل قوی ہے معالج نے غلطی کی جو سرکاری دعوتوں کو مستثنیٰ کردیا۔ اسے کہنا چاہیے تھا "الا فاقۃ یا لفاقۃ" یعنی کامل فاقہ کرو غرے اور فاقہ سے بڑھ کے اور کوئی علاج ہندوستانی معدہ کے موافق نہیں ہو سکتا۔ کانفرنس کی دعوت بھی غالباً "فاقہ" ہی تجویز کریگی۔

قانون کی کشادہ دامنی

ایک مجرم البانیا میں گرفتار ہوا اس کے جرائم کی فہرست اتنی طویل تھی کہ عدالت کو چار سو دفعات اسپر لگانی پڑیں ان چار سو دفعات میں قید کی مختلف میعادیں ہیں جن کا مجموعہ دو ہزار پانچ سو سال پر منتہی ہوتا ہے۔ غریب جج قانون سے مجبور ہو گیا اور آخر دو ہزار سال قید کی سزا دی۔ واقعی بہت کم کیا۔ تو وہ کیا؟ مجرم ابھی کمسن۔ دو ہزار سال تک کسی کا زندہ رہنا محال عادی ہے عقلی نہیں ہے۔ لیکن اُمید ہے کہ خرق عادت کا ظہور ہوگا اور جج صاحب کی دعا سے ہوگا۔ جو بات عقلاً محال نہیں وہ عادتاً محال نہیں۔ اٹالیوں نے پنجاب میں اور بنگالیوں نے بنگال میں سرکار کے خلاف ایسے ہی جرائم کا ارتکاب کیا ہے جن کی سزا قتل سے بالا تر ہے بعض اصحاب کے

اجلاس میں یہ مقدمات پیش ہیں ہم انھیں دنیا کی نظیر دکھانا چاہتے ہیں۔ نظیر ایک مہذب ملک کی ہے۔

قہر درویش

"الکیسری" نے واقعات کلکتہ کے ایک مجرم سہارنپور کے سزایافتہ مجرموں پر بحث کی ہے کہ چھ سال کی قید بھی کوئی قید ہے۔ مسلمان مجرموں کو پھانسی دیدی جائے اور سر بازار دی جائے اور اسی مقام پر دیدی جائے جہاں انھوں نے لوٹ مچائی تھی اسوقت تک ان کے اعمال کی کافی سزا نہیں نہیں ملسکتی۔ لوٹ مار کے عوض انھیں بید لگائے جائیں اور انکی تمام جائداد ضبط کرکے ہندوؤں کے نقصان کی تلافی کیجائے جن کو انھوں نے لوٹا اور سلایا ہے۔

ہم بھی اس خبطہ کی تائید کرتے ہیں کیا اتنے ہی پر بس، کہنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں کا جج بلایا جائے جس نے مقتضا سے رحم ایک مجرم کو دو ہزار سال قید کی سزا دی ہے اور مجرمان سہارنپور کو ہر ایک جگہ قید ہمیشہ کی سزا دے۔ جہنم سے فرشتہ بلائے جائیں جو ستر ستر ہزار مرتبہ مجرم کو زندہ کرتے اور پھر آگ میں جلاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ترکوں عربوں افغانوں اور مصری مسلمانوں کی تمام ملکیت چھین کے اڈیٹر "کیسری" کے دفتر میں جمع کردی جائے تاکہ وہ مظلومین سہارنپور یعنی ہندوؤں میں تقسیم فرما دیں۔ روے زمین پر ایک مسلمان زندہ نہ رہنے پائے۔ ذرا دیکھیے تماشا گوکھ کے جھینٹ چڑھے۔ پیپل کے ہر ایک پتے کے عوض ہزار مسلمانوں کا خون ہے۔ پیسے پر بوٹیاں رکھ کے اڑائی جائیں۔ جلاوطنی وافریقی دیورپ کی ممالک اسلامیہ ترق تقسیم جن کی سلطنت کا تاج شردھانند کے سر پر رکھا جائے "کیسری" کا اڈیٹر اور "ایشیا" کا پبلشر ان کا وزیر بنایا جائے۔ بس پھر کیا ہے ہماری چین لکھتا ہے ؎

وزیرے چنیں شہریارے چناں

الغرض بار دہ سہارنپور کھشا کی تقلید کا کوئی بھی جزو چھوٹنے نہ پائے۔

بادشت سپیدوران

سنتے ہیں کہ جگر ناتھ مالا دکر شادوں کے فسادات میں چھوٹے وال منڈی نامے ایک شخص پنے گھر کے اندر بیٹھا ہوا تھا پولیس نے گولی چلائی یہ بیچارا ناحق چوٹ کھا کے جان بحق ہوا۔ اب اسکی بیوہ اور وارث نے سرکار کو پچاس ہزار ہرجانہ ادا کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ ساماوں سے ؎

قسمت اس بت کے چالانے کی نہیں دیکھو حسن خدا سے لڑتی ہے

معنی بند شاعری

عرب میں ایک مثل مشہور ہے کہ ہر شاعر کے واسطے ایک شیطان بھی ہوتا ہے۔ ایک عربی شاعر اتفاقاً گھل مل کے گر پڑا لوگ ارد گرد جمع ہوگئے جب اسے غش سے افاقہ ہوا تو گھبرا کے کہنے لگا "ما لکم تکاکاتم علی کتکاکئکم علی ذی جنۃ افرنقعوا عنّی" یہ غیر مانوس الفاظ جو لوگوں نے سنے تو کہا "شیطانہ یتکلم بکلام الہندی" یعنے اسوقت اسکا شیطان ہندی زبان میں باتیں کررہا ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے (عربی اعتقاد کے بموجب) اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارے دوست مولانا شوکت علی کے شاعر آجکل بعض اوقات غیر مانوس الفاظ میں گفتگو کرتے ہیں تو کچھ بیجا نہیں۔ کیا معنی کہ آپ نے الفرڈ تھیٹر کلکتہ میں ایک تقریر فرمائی جسکی منطق بالکل قابل فہم نہیں۔ آپ کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہندوستانیوں کے آپس میں لامتناہی اختلافات ہیں۔ تحاد اسوقت تک ناممکن ہے جب تک خون نہ مل جائے مگر مذہبی اختلافات مختلف اقوام میں ایکا نہیں ہونے دیتا۔ خطرے کے وقت سب مل جاتے ہیں خطرہ ملا اور اختلاف نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ اصل وجہ نااتفاقی مذہبی اختلافات ہے مگر الزام اسکا گورنمنٹ یا بیرونی حکومت کے نامہ عمل میں لکھدیا جاتا ہے۔ بجائے خود حیرت ہوتی ہے دست بدعا ہی اتفاق پیدا کرسکتی ہے نہ بیرونی حکومت (یہاں تک کلام سمجھ میں آنے کے قابل ہے) آگے جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ کلام ہندی ہے فرماتے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اسوقت تک اتفاق نہیں ہوسکتا جب تک مذہبی کمینگی ہیں۔ آراستہ ہیں مشترکہ مصیبت کے مقابلہ میں عارضی اتحاد ممکن ہے۔ انگریزوں نے بھی جنگ عظیم کے موقع پر ہندوستانیوں سے مدد لی تھی مگر جنگ کے ختم ہوتے ہی بگڑی بھیل۔ مرزا بتر ہی جل گیا کبھی جلیانوالہ باغ چلا ہوا۔ کبھی کینیا کی نا انصافی ابھری۔ ہمیں ہماراتا گاندھی نے ارادہ کیا کہ حاکم و محکوم کے درمیان ایک قسم مصالحت ہوجائے مگر مصالحت ہوئی کیونکر ایک فریق تھا کمزور اور دوسرا شستہ قسم کا اس بلاء سے ربط دیجیے اگر آپ کو دیا ہوجائیں تو آج سے آپ بھی کمزور ہیں ہمارے حضرت فرماتے ہیں یہ ارمعا خدا عقیدت اور خوف دونوں کا حقیقی خیال تھا جسنے ہندوؤں کو کمزور کردیا ہے وہ حاکم و محکوم میں تقابل تھا بیچ میں بجا نہ پڑے حضرت ہندو نہیں ہے یہ ہیت انکی فارسی ہندی سرو جانا نہیں کا مطلب یہ ہوا کہ جبتک اوغام نہ تبین ہوگا اور اس طریقے سے ہوگا کہ سب ہندو ہوجائیں۔ ہندو اکھاڑوں میں ڈنڑ پیلیں کے موٹے ہوجائیں اگر مسلمان ہندو ہوجائیں تو سب کچھ ممکن ہے۔ بارود تو میں تیل ہوگا نہ رادھا ناچیں گے۔ اب اگر کچھ دوستی ممکن ہے تو لالا جیت رائے کی نصیحت پر عمل کرنے سے ممکن ہے کہ چھیڑ چھاڑ چھوڑ دے اگر جاہین چھیڑ خانی کی پالیسی پر عمل کرتے رہیں گے تو گجر ذماٹ کے رہیگا "باقی" کلام ہندی ہے۔

جلوہ تصویر

افسوس ہے کہ مصور صاحب تو خود تپ شیر میں مبتلا ہیں کسی وقت پر تصویر نہ مل سکی مجبوراً پچھلے ہفتہ کی تصویر دوسرے نمبر کے ساتھ شائع کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے بشرطیکہ نقرہ سے مصور کو نجات ملے۔ تصویر پسل کی ہوئی رکھی ہے۔ کیا کیجئے بڑھیا کے گلے میں سو سو خطرے۔

عشق کا پیچ

گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اعلان پر اعلان شائع کیے مگر انصاف نے تردید میں قلم نہ اٹھایا گویا وہ مثل ہے "نیا کو نہ کہیں کہیں جھگڑائی" لیجئے انصاف نہیں کیا جبر کیا اندھا ہے۔ اب سنتے ہیں کہ قریباً تمام پربندھک کمیٹیاں خلاف قانون قرار دی گئی ہیں اور قید و بند کا سلسلہ جاری ہے۔ شب کو ڈیڑھ بجے سنانے کے وقت کہا گیا اور ہتکڑی بھری جانے لگی۔ اکالی اخبار ایک مجرم برہم ہے اسکا دفتر بھی مسدود مقفل ہے امید ہے کہ یہ پیاری پیاری زدعت سے حکام پنجاب بخوبی فروغ ہوجائینگے خدا معلوم حکومت ایسی ناعاقبت اندیشی

[illegible]

جھینپو

(بقیہ ۱۲؍ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء)

مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ سو بھی اپنے شوہر کی کمر توڑ کر سے فارغ ہو کے اٹھیں۔ ایک روز ہمخوس ٹوڑا شرک پر سے گزر رہا تھا۔ میں آنکھوں پر سبز نقاب ڈالے اپنی قسمت کو رو رہا تھا کہ اتنے میں والد تشریف لائے۔ فرمایا

"آہ صاحبزادے تمہاری وجہ سے میں کس قدر دل تنگ ہوں۔ آنکھیں پھوڑ کر بیٹھے ہو۔ دوکان کا کام بھی نہیں ہو سکتا۔ کریب اور سرج میں فرق نہیں کر سکتے۔ دن کو سوتے ہو۔ رات کی کون کہے"

میں "بے شک میں جانتا ہوں کہ آپ میری جانب سے دل تنگ ہیں"

ابا "خیر آنکھیں دو چار روز میں صحیح ہو جائیں گی مگر تمہارے مزاج کی اصلاح ذری مشکل ہے۔ عورت کی صورت دیکھتے ہی تم پر شرم کا فالج گرتا ہے اپنے حواس میں نہیں رہتے۔ صورت اچھی ہے۔ صحت اچھی ہے۔ پھر آخر یہ مصیبت کیسی؟"

میں "وہ تو میں بارہا عرض کر چکا کہ دائی کا قصور ہے"

ابا "یعنی؟"

میں "یعنی اس چڑیل نے وہ قدرتی پردہ پوش جھلی مشیمہ میرے چہرے سے اتار کے پھینک ڈالی جس میں پیدائش کے وقت میں لپٹا ہوا تھا۔ آج اگر وہ ہوتی تو دنیا کی نظر سے بندہ محفوظ رہتا"

ابا "میرے پیر یہ مرض بھی قابل علاج ہے جب کسی صحبت میں جانے کا اتفاق ہو تو آنکھوں میں جا بون گلیسرین لو"

میں "اوں اوں اوں اوں"

ابا "اوں اوں کا بچہ۔ بس اب میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ تم کو ہنکوب آئیلنڈ کے منارے پر روشنی کرنے کی جگہ دلوا دوں۔ یہ ایک جزیرہ ہے بالکل سنسان ویران کسی عورت و مرد کا وہاں گزر نہیں۔ وہاں کافی تنہائی ملے گی آپ اپنے اوسان درست کرنے کی مشق فرمائیے"

یہ آخری حکم سنتے ہی مجھے کچھ کشش و پنج ہوا میرا ارادہ تھا کہ انکار کر دوں اتنے میں مس گیبل کمرے میں گھس آئی۔ پھر کیا تھا جھینپ لی پسینہ آ گیا۔ آتے ہی ہاتھ میں ہاتھ لیا اور نہایت محبت سے کہنے لگی "بیچارا کیسے ہو۔ اللہ جانتا ہے تمہارے چہرے پر یہ سبز نقاب کیا بھلی معلوم ہوتی ہے۔ نہایت جاذب زیب ہو"

مگر اس قدر میرے کان کے نزدیک پہونچ گئی کہ سانس کان کے سوراخ میں گدگدی کرنے لگی۔ میں سمجھا کہ یہ چڑیل ابا کے سامنے ہی پیار کرے گی۔ شرم نے انگلی دکھائی اور کوا چھوڑا اور فوراً ابا سے کہا۔

"واقعی آپ سچ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ جگہ قبول کر لینی چاہیے۔ خدا کے لیے باہر چلیے۔ بڑی پیاس لگی ہے۔ ایک گلاس پانی پیوں گا"

تم باہر چلا۔ لیکن مس گیبل کے سوالات ختم نہیں ہوئے "ہائے ٹھہرو تو ابھی میں نے مونچھیں تو دیکھی ہی نہیں۔ واہ کیسی گھنی مونچھیں ہیں۔ اور یہ بتلاؤ کیوں لال سی ہوئی ہے۔ اے ہے ہونٹ میں کہیں سے غلیظ پھر لائے ہو سلا ورش خراب ہو گیا"

اف! کہاں جاؤں؟ یہ چڑیل جان کھائے لیتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس ویران جزیرے کو آباد کرو۔ داستانی دیکھو ابا سر پکڑے ہیں اور یہ چہل کر رہی ہے۔

رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

ہا ہا ہنکوب آئیلنڈ بھی کیا فضا کا مقام ہے میری اٹھتی جوانی کی طرح سمندر لہریں لے رہا ہے۔ سبحان خدا کی ذات نہ آدمی نہ آدم زاد۔ ویران دنیا ہے اور میں اس دنیا کا بابا آدم ہوں۔ صرف ایک حوا کی اُمت کی کمی ہے۔ خدا نہ کرے جو کوئی حوا زادی یہاں آ جائے۔ حوا زادی کا آنا اور شامت کا آنا برابر ہے۔ شامت اور شرم میں کوئی فرق نہیں۔ بائبل میں ہے کہ دادی حوا نے جب شجرۂ ممنوعہ کا پھل خود بھی کھایا اور بابا جان کو بھی کھلایا تھا تو شرم کا مادہ ان میں پیدا ہو گیا تھا انھوں نے اللہ میاں سے کہا اعضاء ناگفتنی ہوئے اور صرف شرم کا اظہار ہوا کہ جنت سے نکالا۔ آخر خون کا اثر کچھ تو ضرور ہوتا ہے۔ بجز دادی حوا کے ورثہ میں بہ نسبت دوسروں کے شرم کی غیر منقولہ جاگیر عنایت ہوئی مجھے بھی شامت نے گھیرا اور کئی مرتبہ دنیا کی جنت سے نکالا۔ ہنکوب آئیلنڈ بھی ایک جنت ہے۔

صبح بھی پُر لطف شام بھی پُر کیف۔ شرم یا شرم پیدا کرنے والی باتوں کا یہاں گزر نہیں۔ دماغ میں ہیجان کرنے والی باتوں کا ذکر نہیں۔ تین مہینے گزشتہ تنہائی ہے۔ ہو رکتا ہی ہیں۔ جب جی گھبراتا ہے سمندر کے کنارے سے چلا جاتا ہوں اور موجیں گنا کرتا ہوں۔ سمندر کی ہوا اور سمندری پھولوں کی خوشبو دل و دماغ کو تازہ کرتی ہے۔ صرف کھانا پکانا اور مٹی کے تیل میں ہاتھ بھرنا پڑتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بڑی مصیبت نہیں جو برداشت نہ ہو سکے۔ مرحوم خوردوں کے سکن میں اس سے زیادہ سختی جھیل چکا ہوں۔ منارے پر چڑھنا گستنہ کٹھن ہے اگر کوئی بے تکلف نام حقائق و دقائق چھوکری یہاں ہوتی تو شاید منارے سے گرنے کا اتفاق ضرور ہوتا۔ مگر اب تو میں اسے کھیل سمجھتا ہوں۔ فرصت کی انتہا نہیں شب و روز میں مشکل آدھ گھنٹہ کام کرنا پڑتا ہے باقی وقت سیر و تفریح یا کتب بینی میں کٹتا ہے۔ ہر مہینے میں ایک مرتبہ جہاز آتا ہے اور سامان دے جاتا ہے۔ موسم سرما کے اختتام تک یکساں زندگی بسر ہوئی صاحب گرمی آئی سمندر کی طوفانی موجوں نے سر بلند کیا مجبوراً خانہ نشین ہوں لیکن اس خانہ نشینی کی اطلاع میں نے گھر میں نہیں کی ہر دوسرے مہینے رسد رساں کے ہاتھ خط بھیجتا تھا۔ اس میں لکھتا تھا کہ واہ کیا خوشگوار موسم ہے سطح دریا ایسی ساکت و خاموش ہے جیسے صلح ترکی کے بعد مسٹر لائڈ جارج کی زبان۔ یا لارڈ ولسن کے اعلان کے بعد قیصر جرمنی کا مزاج۔ لالٹین روشن کرنے کے وقت میں ایسا حسین اور سنجیدہ نظر آتا ہوں جیسے کرسی انصاف پر لارڈ ریڈنگ۔ خدا کے فضل اور ابا کی عنایت سے شرم چڑیل کا سایہ سر سے دور ہوا۔

چھ ماہ تک نہایت جمعیت خاطر کے ساتھ دن بسر ہوئے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ رسد پہونچانے والا جہاز میری ضروریات میرے سپرد کرنے کے بعد رخصت ہوا۔ اس کی رخصتی کو ابھی بارہ گھنٹے بھی نہ گزرے تھے کہ یکا یک دریا کی پیشانی پر شکن پڑی۔ عالم کا مزاج برہم ہوا۔ میں اپنی کوٹھری میں گھس رہا۔ رات بھر جاگتے گذری۔ صبح کو اٹھا تو وہ حالت برطرف ہو چکی تھی۔ کنارے پر ایک جہاز مردہ ٹانگیں اوپر بڑی کی طرح لیٹا ہوا تھا۔ موجیں اسکے ساتھ شریر لڑکیوں کی طرح دل لگی بازی کر رہی تھیں مجھے صاحبزادے کے ٹپ میں اپنا گرنا یاد آیا اور بے اختیار اس کی ہمدردی کرنے دوڑا۔ شکست شدہ موجوں کی شوخی دیکھیے بڑا بڑا کھڑا پچھلی جگہ پانی میں پانی کبھی ہچکولے کھاتا ہوا اس

لگتا ہے کبھی میں بھوک آگے بڑھ جاتا ہوں کبھی آواز ہی ادھر پھیرتے ہیں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاؤں کے قریب ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر لاش کندھے پر ڈالی اور سیدھا ہوا اپنی کوٹھری میں آیا۔ کراگرچہ تھا مگر احتیاطاً تھوڑی آگ لالٹین کی کیتلی میں شراب گرم کی اور منہ چیر کے مردے کے حلق میں ڈال دی۔ کمل اڑھا دیا۔ قصہ مختصر چار بجے جب میں چائے پینے بیٹھا تو میرے سامنے کرسی پر ایک خوبصورت عورت اٹھارہ انیس سال کا سن اُٹھتی کونپل سی جوانی۔ بانکی ادا سے جلوہ افروز تھی۔ اور کنکھیوں سے میرے چائے بنانے کے انداز کو دیکھ رہی تھی اس نے اپنے پھول سے ہونٹ کھولے اور کہنے لگی یہ چائے بنانا اور گھرداری کرنا کچھ ہمارے ہی طبقہ (اناث) کا مخصوص ہے آپکا جو تڑا تھامنا بھی کے چولھا پھونکنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ لائیے میں چائے بنادوں۔ خدایا تیری پناہ یہ آفت کہاں سے نازل ہوئی۔ دیکھیے ابھی ڈوبتے ڈوبتے بچی ہے مگر تیوری پر بل نہیں۔ میں نے کہا: تعجب ہے کہ آپ کا کسل اسقدر جلدی رفع ہوگیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ایک ماہ تک آپ اپنے وطن واپس نہ جاسکیں گی یہاں ہر مہینہ ایک مرتبہ جہاز آتا ہے۔"

وہ: خیر یا قسمت یا نصیب۔ آپ کی خوشگوار صحبت دریا میں ڈوبنے سے کہیں غنیمت ہے۔ آئیں۔ آپ تو کچھ شرمائے جاتے ہیں؟"

یارو لینا طبیعت ہاتھ سے چلی۔

وہ: مقدرات سے کیا چارہ ہے۔ اس جہاز میں ہم تین آدمی تھے دو ڈوب گئے میں بچ گئی۔ شاید اس لیے بچ گئی کہ اس سنسان مقام پر آپ کی مونس تنہائی ہوں۔ آپ کے لیے چائے بناؤں۔ کمرا صاف کروں۔ کھانا پکانے میں ہاتھ بٹاؤں۔ آپ کا دل بہلاؤں۔ سچ ہے اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا۔"

اتنا کہا اور کمرے کا جائزہ لینے اٹھی۔ واہ واہ آپ کے پاس کتابوں کا عمدہ ذخیرہ ہے۔ اور کتابیں بھی میری پسند کی ہیں۔ وہ آرام کرسی بھی ہے۔ میز بھی ہے۔ یہ تمام سامان ایک گھرداری کے واسطے کافی ہے۔ اسے مہینہ بھر تک تو میں گھرداری چلانے پر مجبور ہوں۔"

بی صاحب نے ایک ایک گوشہ چھان مارا کونے کونے کے دیکھے۔ کتابیں الٹیں۔ اشارہ میں آرام کرسی پر جا بیٹھیں پھیلا کے دراز ہو لیں۔ میں حیرت کے ساتھ دیکھتا رہا اتنے میں انھوں نے فرمایا: "بھئی اللہ میں تو نیند لگی" میں نے اپنی خوابگاہ سے متصل ایک کوٹھری کی طرف اشارہ کیا۔ چارپائی ایک ہی تھی بی صاحب نے اسے گھسیٹا میرا بستر بچھایا اندر سے سٹکنی بند کرلی۔ میں لالٹین کا انتظام کرنے مارے بد حواسی بیٹھ گیا۔ مگر شکست خوردہ حریف کی طرح پامال ڈالتا کہیں ہوں پڑتا کہیں ہے۔ خدایا جب سامان رسد کے جہاز آئے گا تو لوگ اپنے دل میں کیا کہیں گے۔ وہ کہیں گے شاباش ہے لونڈے کو بیٹھیں چھوڑ کے گئے تھے جوڑا پایا۔ نا صاحب! ہر گز اپنے تئیں بدنام نہ کرنا چاہیے۔ یا یہی ہے یا میں ہی رہوں۔ میں نے روشنی کی اور گھر دیکھا چارپائی اور بچھونا دونوں بی صاحب کے تصرف میں تھے۔ آرام کرسی آتشدان کے پاس بچھائی رات بھر جاگتا رہا۔ صبح سویرے منہ اندھیرے ساحل کی خبر لینے چلا جس مقام پر جہاز اوندھا پڑا تھا اسی سے متصل ایک کھنڈ میں نہایت مضبوط کشتی قسمت کے گرداب میں پھنسی گھوم رہی تھی دفعتہً دل میں آیا کہ بھیا چل وطن کی راہ لے۔ ورنہ بدنام ہو جائے گا۔ ابھی بڑا پھنسا ہے کوئی معین و مددگار نہیں۔ یہ عورت تجھکو خراب کر ڈالے گی۔ بس یہ خیال آتے ہی لپکا ہوا گیا باسی روٹیاں کچھ گوشت ایک بوتل شراب بغل میں لے کے تیر کی طرح کشتی تک آیا۔ اسوقت ہوا بالکل ساکت تھی۔ سمندر کی موج گہری نیند سو رہی تھی جھٹ پٹ کشتی میں پہنچا اور پتوار ہاتھ میں لی اور کنارے کنارے چل نکلا۔ دن بھر کی سخت جد و جہد کے بعد آباد ساحل نظر آیا۔ شام ہوتے ہی تیس میل مسند طے ہو گیا۔ اور سورج کے کشتی سے اترتے ہی کارخانہ دار کو تار دیا۔ "اپنا انتظام کرو میں چلا روشنی کی خدمت سے مستعفی ہوتا ہوں۔"

غالباً میری نیابت بی صاحب نے کی ہوگی۔ عورت نہایت ذہین ہے۔

میرے دوستو! میں ابھی تک ناکتخدا ہوں میری عصمت داری کی قسم یار ساحرتیں کھاتی ہیں؟ یہ دنیا خرمنگاہ ہے۔ زندگی سفر آہن ہے۔ تجربہ یہی کہتا ہے ابھی جوانی ہے کچھ دنوں میں بڑھاپے کی خزانی ہوا چلے گی کتاب جوانی کے اوراق اسکے تند جھونکوں سے الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔ اور میں دنیا مرجھا ہو جاؤں گا جیسے سنبل کا سایہ پڑنے سے سانپ۔ لہذا نوجوان کمسن اعظم خوش دیدہ نوجوان لڑکیوں کو بذریعہ اعلان ہذا مطلع کرتا ہوں کہ میں جوان ہوں کنوارا ہوں مال دار ہوں۔ تجارت اچھی طرح چل رہی ہے۔ دکان رونق پر ہے مجھ میں کوئی عیب نہیں صرف کسی قدر جھیپ ہے۔ ایک روحانی طبیب کہتا ہے کہ یہ مرض ایک قسم کا اختناق الرحم ہے شادی ہوتے ہی جاتا رہے گا۔ بس ہے کوئی ایسی کھیلی کھائی بچھیلوں بچار پُھاروں پانچ دیدہ دلیر آفت کا پرکالہ جو میری آنکھوں پر پٹی باندھ کے مجھے بھگا لیجائے اور زبردستی نکاح پڑھوالے۔ واضح رہے کہ میں یہ کھکھیڑ جھیلنے پر آمادہ نہیں ہوں کہ قاضی جی (پادری صاحب) کے سوالات کا گرجے میں جواب دوں میری خاموشی اور جیب میری وکیل ہے اور یہ تمام مراحل اس چنچل کو طے کرنا ہوں گے جو مجھے سر پر ہاتھ رکھ کے بیاہ لیجائے۔ ہاں ہمت والی زری زور لگانا!

فقط

مترجم

آغا سرور لکھنوی

ممتاز المطابع وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین طبع ہوکر شائع ہوا

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سیج مچ ہوا میں گرہ لگا لی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا لے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصۂ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جو علمی اور عملی پہلو سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی آب اسی کتاب کا

حصہ دوم

زیر طبع ہے - حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح برابر ایک ایک کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر استادوں کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا نتیجہ یہ کتاب کو مرتب کیا ہے

حصۂ دوم کی اشاعت عنقریب ہونے والی ہے اور قیمت اُن خریداروں کے واسطے جو پہلے سے خریداری کی درخواست روانہ فرمائیں پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے۔ حصۂ اول کی للعہ فی جلد۔

محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار

المشـــــــتہر

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بکس مردمی

اگر آپ کو نامردی جریان منی… کثرت احتلام کمی قوت مردمی کی شکایات پریشان کیے ہوئے… تیلی یا جد سفید رطوبات آتی ہوں یا کثرت کی باعث کاہلی یا جسم لاغر ہو گیا ہو یا کثرت عیاشی کے باعث عضو… میں سستی کجی لاغری آگئی ہو رگیں اُبھری ہوں جریان ہو گئی ہو یا چھوٹا ہو پوری قوت سختی نہیں وقت پر شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہو یا زیادہ سن ہونے کے باعث قوت مردمی زائل ہو گئی ہو تو فوراً بکس مردمی منگوا کر استعمال فرمائیں اس میں کھانے اور لگانے دونوں قسم کی دوائیں موجود ہیں جو کامل صحت اور جوانی عیش پن کے لیے کافی ہیں اور اسقدر مقوی ہیں کہ گیا گذرا بوڑھا آدمی بھی چار عورتوں کو روزانہ خوش کر سکتا ہے لطف یہ ہے کہ یہ دوا بغیر ضرر عضو… کو دراز و فربہ کر کے لوہے کی لاٹھ بنا دیتی ہے قیمت فی بکس آٹھ روپیہ تین آنہ (پیشگی)

معشوق پسند گولیاں - یہ گولیاں نہایت ہی دیرپا اور لطف میں عورت تو جان سے فریفتہ اور شیدا ہو جاتی ہے پھر رقیب سے کبھی خوش نہ ہوگی قیمت فیدرجن چار روپیہ محصول علاوہ

مینیجر کارخانہ بکس مردمی نمبر ۱۵ دربھنگہ بہار

برص پھلبہری

کی اکسیر تقریری جڑی

بدن کے سفید داغ ایک دن کے ہیں یا استعمال سے یقیناً جڑ سے غائب ہو جاتے ہیں آزمائش شرط ہے قیمت فی ڈبہ چار روپیہ

چہرہ کے داغ و جھائیں پھنسیاں

بہار حسن کیل مہاسے کو دور کرتا ہے اور کالے چہرے کو خوبصورت بناتا ہے قیمت چار روپیہ

سوزاک

نیا ہو یا پرانا

صرف ایک ہفتہ میں

صحت کی گارنٹی

نیز پیشاب کے پہلے ہی قطرہ کے ساتھ درد ہو یا مواد آتا ہو بند ہو جاتا ہے پیشاب صاف کھلکر آنے لگتا ہے سوزش و جلن ایک ہی روز میں غائب ہوجاتی ہے قیمت چار روپیہ پانچ آنہ (پیشگی)

مینیجر کارخانہ فقیری ادویات نمبر ۱۵ الہ یار سرائے دربھنگہ بہار

دربھنگہ کے اعلیٰ ترین قلم انبہائے و گلابی لیچیان

ہر اقسام کے آم و لیچیوں کی پنجسالہ قلمیں فیدرجن تیس روپیہ سہ سالہ پچیس روپیہ دو سالہ بیس روپیہ یک سالہ تیرہ روپیہ۔ مکمل فہرست کارخانہ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر مفت طلب فرمائیے۔

سپرنٹنڈنٹ اسٹیٹ گارڈن نمبر ۱۵ دربھنگہ (بہار)

بخدمت
جناب محمد ... صاحب ... ناظم کتب خانہ سرکار ریاست رامپور
Rampur

[illegible]

حب فاد زہر

[illegible]

فہرست کلاں طلب فرمایئے
مفت روانہ ہوگی

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱- ہوادار و کشادہ مکان میں رہنا جس میں دھوپ و ہوا کافی طور پر [illegible]

۲- [illegible]

۳- [illegible] ... پانچ تیلیاں [illegible]

۴- [illegible] ... کالی مرچ کا پیس کر پینا۔

۵- کثرت سے جماع، زیادہ محنت و ریاضت ... دھوپ میں چلنے اور شب بیداری سے پرہیز کرو۔

۶- [illegible]

۷- [illegible] ... اروی ... مچھلی ... بینگن ... چنے کی دال ... [illegible]

۸- [illegible] ... پرہیز کرنا چاہیئے۔

۹- [illegible]

ہر شخص کو حقیقی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ - وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت کرنے والے معدہ کو تقویت دینے والے مجرب ادویات

حفظ طاعون و ہیضہ

[illegible] ... قیمت فی شیشی ... خرد ۱۲ر

عرق ہاضم ترش

[illegible] ... خرد ۱۲ر

اپنا پتہ و نام صاف لکھیے
اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

شرائط ایجنسی

(۱) ... پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) ... پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جاوے گی۔

(۳) ... پرچے ... کم کی ایجنسی قبول نہ کی جاوے گی۔

(۴) بحساب ... فی پرچہ ... کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی
یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین صاحب ... [illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

... وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں ... حکیم محمد ممتاز حسن ... کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا